شاہ قبول اولیاءؒ کے مزار سے منسوب عوامی توہمات کا شریعت اسلامی میں جائزہ

Review of public superstitions Attributed to the shrine of Hazrat Shah Qabul Auliya in Islamic Shariat

نورالعین حیدر*

ڈاکٹر خدیجہ عزیز**

Abstract

All praise is due to the Blessed and Exalted One who chose the Hanif religion for the guidance of His servants, which is the preferred religion, sent by Allah Almighty for the guidance of man for the last and completes resurrection. And in this way, through this perfect religion, He fulfilled His blessings on all the worlds, as instructed by the Almighty.

"Today I have completed your religion for you and completed my blessing upon you and have chosen Islam as your religion for you."

Unfortunately, with the passage of time, Muslims have adopted various innovations in their religion for various reasons. It is a great blessing of Allah to humanity that the Qur'an has been in its original state since its revelation. Allah Almighty Himself has taken the responsibility of protection and the Sunnah of the Prophet is also safe. But unfortunately for some people these niches and cupboards are an ornament. Or amulets are used for hooligans. Muslims are completely free from them in their practical life and yet their followers are going against it. These people have adopted other methods besides the right path and Qur'an and Sunnah. In the article under review, all these superstitions have been studied in the light of Qur'an, Hadith and Fatwas.

***Key-words**: public superstitions attributed,Islamic shariat,shah qabul auliya shrine*

---

* ریسرچ اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، بینظیر بھٹو شہید یونیورسٹی پشاور

** اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، بینظیر بھٹو شہید یونیورسٹی پشاور

ہر طرح کی حمد وثنا اُس ذات پاک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جس نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے دین حنیف کو چُنا، جو اللہ تعالیٰ کا آخری اور مکمل تا قیامت انسان کی رہنمائی کے لیے بھیجا گیا پسندیدہ دین ہے۔ اور اس طرح اس دین کامل کے ذریعے سارے جہانوں پر اپنی نعمت پوری کر دی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے واسطے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا"۔

مگر افسوس وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان طرح طرح کی بدعات میں مبتلا ہوئے۔ قرآن کریم اور سنت رسول کا اپنی اصلی حالت پر رکھنا اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے جو بد نصیبی سے طاقوں اور الماریوں کی زینت ہیں یا تعویذ گنڈے کا۔ مسلمان اپنی عملی زندگی میں ان سے بالکل آزاد مخالف ڈگر پر چل رہے ہیں۔ قرآن وسنت کے صحیح راستے کو چھوڑ کر توہمات کا شکار ہو چکے ہیں زیر نظر مضمون میں ضلع کے پشاور کے وسط میں واقع "شاہ قبول اولیاء کے مزار سے منسوب چند توہمات کا مطالعہ قرآن وسنت اور فتاوٰی جات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

تعارف:

آپ کا نام گرامی سید شاہ قبول ہے والد کا نام شاہ عبد اللہ اور والدہ محترمہ سید بدر الدین گیلانی کی بیٹی "بی بی فضل" تھیں۔ آپ کی پیدائش 1101ھ میں بستان کی جگہ پر ہوئی۔ آپ کو چار سال کی عمر میں مکتب میں بٹھایا گیا۔ کچھ ہی عرصے میں اپنی ذہانت کی وجہ سے ظاہری تعلیم میں بہت رسائی پیدا کر لی۔ ظاہری تعلیم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش ایک ایسے گھر میں ہوئی۔ جو علم وعمل میں بے مثال تھی۔[1] ہوش سنبھالتے ہی آپ کو دینی علم کے لیے مقامی علماء کے پاس بھیجا۔ ظاہری تعلیم سے فارغ ہوتے ہی تو معرفت الہیٰ کے سفر کا آغاز کیا جس کی اجازت والد محترم نے خوشی سے دی اور دعاؤں کیساتھ رخصت کیا[2] آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھے اوصاف سے نوازے گئے تھے کہ بچپن سے ہی حق پرست عالم باعمل اور حق کے داعی تھے۔[3] 1123ھ میں جناب شاہ عنایت صاحب کے ہاتھ بیعت ہوتے ہی ریاضت ومجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ لنگر خانے لنگر خانے کے پانی کے ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی۔ 12 سال مرشد کی خدمت میں رہنے کے بعد آپ کو خلعہ خلافت سے نوازا گیا اور آپ کے سر دستار سجائی اور اپنا عصا دے کر کہا "شاہ قبول" میرے پہلے خلیفہ ہیں۔ پھر آپ کو ہندوستان کے شمال مغرب کی طرف سفر کرنے کا حکم دیا۔[4] آپ پہلے ملتان پھر کشمیر اور ہزارہ گئے جہاں سے بھی گذرے وہاں کے باشندگان کے دلوں میں توحید کی شمع روشن کرتے رہے۔ ضلع

ہزارہ میں اسلام کی سربلندی اور مسلمان آبادی کی اکثریت آپ کی تبلیغ کا نتیجہ ہے۔[5] دین کی تبلیغ، تعلیم، اخلاق حسنہ، ذکر الٰہی، نفس کی پاکیزگی تقویٰ وعبادت اور شفقت آپ کی تعلیمات کے بنیادی طریقے تھے۔ آپ کے مُرید وخلفاء میں سے ناب داتا دیوان اور عبدالسلام صاحب یاغستان وہزارہ میں شہرت پائی۔[6] آپ نے 1181ھ بمطابق 1767ء میں 80 سال کی عمر میں وفات پائی اور ضلع پشاور کے علاقے ڈبگری میں مدفون ہوئے۔[7]

توہمات کا آغاز:

جس نظام کی بنیاد غیر مناسب چیزوں پر ہوتی ہے اس کا ہر کام فساد پر مشتمل ہوتا ہے۔ طریقت کو شریعت سے جدا کرنے سے طرح طرح کی رسومات وبدعات نے جنم لیا بندوں کو خدائی صفات سے نوازا جانے لگا، ان کو شفاعت کے لیے وسیلہ سمجھا گیا۔ ان کی قبروں پر عالیشان اور آراستہ مزارات بنائے گئے جن میں وہ رہنا تک پسند نہیں کرتے تھے۔ سالانہ عرس، تعظیمی سجدے اوران سے حاجت روائی ایک معمول بن چکی ہے۔[8] ان توہمات کے متعدد اسباب ہیں:۔

سُنت سے ناواقفیت: سنت وہ راستہ ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے انسان کامیابی کے راستے پر گامزن ہوتا ہے بدعت اور گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے دور رہتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے طریقے کو لینے کا حکم دیا ہے کہ:﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾[9]

ترجمہ:"اور جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دے اس سے روک جاؤ"۔

دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[10]

ترجمہ:"(مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات میں) بہترین نمونہ ہے"۔

قرآن کریم کے حکم پر عمل کرنے کا جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا وہ سُنت کہلاتا ہے۔ سنت کو جانے بغیر نہ توحید کی معرفت ہو سکتی ہے اور نا ہی دیگر احکامات مثلاً عبادات معاملات، سیاسیات، معاشیات اور معاشرت کی ادئے کے طریقوں سے آگاہی ہو سکتی ہے۔[11] اس کے مقابل بہروپیوں نے بدعات ورسوم کو اپنایا ہے جن پر عمل کو نجات اور ثواب کا ذریعہ سمجھ کر ادا کرتے ہیں ان کو سنت میں اپنی نجات، کامیابی اور بخشش کی علامت نظر نہیں آتی۔[12] جو سُنت کی اہمیت سے ناواقفیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔[13]

تقلید جامد: ان کا دوسرا بڑا سبب باپ دادا کی اندھی تقلید ہے جسے چوڑنے کے لیے کوئی تیار ہی نہیں یہود

نصاریٰ ہوں کہ مشرکین مکہ تمام کے تمام اسی کشتی کے سوار ہوئے جو اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کو چھوڑنے پر رضامند نہ ہوئے جن کی مذمت قرآن کریم میں متعدد مقامات پر کی گئی ہے ارشاد باری ہے۔[14] ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾[15]

ترجمہ: "اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے (یعنی قرآن) تو کہتے ہیں نہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے"۔

افسوس کہ آج مسلمان بھی اسی ڈگر پر چلتے ہوئے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کرنے لگے ہیں کتاب و سنت کی طرف التفات نہیں کرتے لیکن یہ پیشین گوئی نبی کریم ﷺ کر چکے ہیں کہ میری امت پہلوں کے نقش قدم پر چلے گی جو درست ثابت ہو رہی ہے۔

مالی مفادات: اکثر لوگ قرآن و حدیث سمجھے بغیر ہی دنیاوی مفادات اور رُعب و دبدبے کی غرض سے مسند ارشاد سنبھال لیتے ہیں جو بدعات کا سبب بنتے ہیں۔لوگ تخت نشین، سجادہ نشین، مجاور، ملنگ، دیوانہ کہلوانے پر فخر کرتے ہیں۔ عوام کی اکثریت محبت و ارادت حسب نسب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے دامن میں نذر و نیاز، چڑھاوے، دودھ، چراغی ڈال کر در عالیہ پر سلام کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ان بزرگوں کی شفاعت اپنے نام کر لی۔ اب چاہے جو گناہ بھی کرو۔ ان کے در سے اپنی آنکھیں سینکو، غرض جو گناہ بھی کر لو، جنت جانا تو پکا ہو چکا ہے۔[16]

خود پسندی: خود پسندی نفسانی خواہشات کی بنیاد ہے کہ انسان اپنی ذات اور اعمال پر بجا طور پر فخر کرنے لگتا ہے یہ ایسی خطرناک بیماری ہے جو انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ انسان نفس کی پیروی کرنا شروع کر دیتا ہے اور خواہشات کو خدا بنالیتا ہے اور نفس کی اتباع شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ اس سے فطرت سلیمہ چھین لیتا ہے اور صاحب علم ہونے کے باوجود وہ جاہلوں سے بھی بدترین جاہل بن کر زندگی گزارتا ہے۔[17]

تہذیبی اثرات: برصغیر پاک و ہند میں مختلف اقوام کی باہمی معاشرت کے اثرات ایک دوسرے پر مرتب ہوئے اور خاص کر مسلمان اور ہندو کئی سالوں تک یہاں ایک ساتھ رہے۔ ناقص تربیت اور معاشرت کی وجہ سے مسلمانوں نے بعض ہندوانہ رسومات کو اختیار کرنا شروع کر لیا جو نسل در نسل مسلمانوں میں منتقل ہوتے رہے جسے بعد کے مسلمان دین سمجھنے لگے۔ کچھ لوگ مالی فوائد کے حصول کے لیے قرآن و حدیث کی غلط تاویلات بھی پیش کرتے رہے جو کاگر ثابت نہ ہوئیں اور علمائے ربانی اس کا مسلسل رد کرتے رہے۔[18]

شاہ قبول اولیاءؒ کے مزار سے منسوب عوامی توہمات

وطن عزیز پاکستان کے طول و عرض میں متعدد ایسے مزارات موجود ہیں جن سے لوگوں کے توہمات وابسطہ ہیں جو ان کے مریدوں، سجادہ نشینوں، اور عقیدت مندوں نے ان کی وفات کے بعد محبت اور عقیدت کی وجہ سے منسوب کیے ہوئے ہیں۔ جن میں خود بھی مبتلا ہیں اور عوام الناس کو بھی اس کی دعوت دینے کی وجہ "ضلّو فاضلّوا" کے مصداق ہیں۔ شاہ قبول اولیاء کے مزار سے منسوب عوامی توہمات کے بارے میں راقم الحروف جو معلومات کر سکی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ موصوف اللہ کے ولی اور حاجت روا ہیں جس کی وجہ سے یہ مزار مرجع خلائق بنا ہوا ہے یہاں لوگ کئی حاجات کی بر آوری کے لیے آتے ہیں:

نرینہ اولاد کا حصول: یہاں لوگ نرینہ اولاد اللہ کے لیے آتے ہیں قبر چڑھاوے کی منّت مانتے ہیں اور لوگوں میں کھانا تقسیم کرتے ہیں۔

رشتوں کا حصول: مناسب رشتے کے لئے منت مانی جاتی ہے جو پوری ہونے پر میاں بیوی یہاں کے لوگوں میں شیرینی بانٹتے ہیں۔

گھریلو مشکلات کا حل: لوگ یہاں دور دراز سے آکر گھریلو مشکلات کو حل کرنے کی دعائیں کرتے ہیں اور اس مقصد سے ہر جمعرات میٹھی چیز بانٹی جاتی ہے۔

گناہ بخشوانا: لوگ گناہوں کے بخشوانے کے لیے آتے ہیں۔

آگ کو سجدہ کرنا: آگ کے سامنے جائے نماز پر نفل یا سجدہ کرتے ہیں

راکھ کو شفاء کے لئے استعمال کرنا: یہی راکھ شفاء کی غرض سے جسم پر ملی جاتی ہے۔

دیئے کا تیل استعمال کرنا: دیئے کے تیل کو سر درد، کمر درد اور جوڑوں کے درد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

کاروبار کی ترقی: کاروبار میں ترقی کے لئے منت مانی جاتی ہے جو پوری ہونے پر مزار پر عرقِ گلاب چھڑکا جاتا ہے اور حلوہ بانٹا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ سجدہ کرنا، قبر کو چومنا، پھول، چادر، اگر بتی، اور دیئے جلانا، مہینے کے مخصوص دنوں میں ختم قرن اور لنگر تقسیم کرنا، ہر سال عرس، قوالی، قبر کو غسل دینا، اور اس جیسی اور بہت سی خرافات ان مزارات پر ہوتی رہتی ہیں ہیں۔ اور ان میں اکثر عورتیں حصہ لیتی ہیں۔

مزارات پر حاضری کے دینی اثرات

اولیائے کرام کی قبروں پر عرسوں کے موقع پر ہونے والے مفاسد اس قدر خطرناک ہیں کہ سلیم الفطرت انسان کے لیے ان کا دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ جو لوگ ایسی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں یا ان کے انعقاد کا سبب

بنتے ہیں ان کے بارے میں یہ کہنا کہ:ولکن مالجرح بمیت ایلام[19] ترجمہ:"لیکن میت کو زخم کا احساس نہیں ہوتا۔ یعنی جس طرح بے جان کو درد کا احساس نہیں ہوتا اسی طرح مشرکوں کو شرک جیسے موذی مرض کا احساس نہیں ہوتا کہ وہ کس چیز کو ترویج دے رہے ہیں اور اس کے نقصانات کس قدر بھیانک اور تکلیف دہ ہیں ۔وہ لوگوں کو شعوری یا غیر شعوری طور پر یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ صاحب قبر کی عبادت کی جائے اور اس سے اسی طرح مانگا جائے جس طرح مشرکین بتوں سے مانگا کرتے تھے۔[20] ان مزارات ہونے والے سارے کام صریح گمراہی شرک، بدعت اور کبیرہ گناہ ہیں جس کے معاشرے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

عوامی توہمات کا شریعت اسلامی میں تحقیقی جائزہ

کمزور ایمان، سست اور سادہ لوح مسلمان جنت کے حصول کی تمنیٰ کرتا ہے اور اس کا مختصر اور آسان راستہ تلاش کرنے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے۔ چونکہ یہ اس کی خواہش ہوتی ہے جو اسے در در پھراتی اور جھکاتی ہے مزارات کا شکار بھی ایسے ہی کاہل لوگ ہوتے ہیں جو طرح طرح کی امیدیں لیے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ویسے تو یہ مزارارت برائیوں کی آماجگاہیں ہیں لیکن ان میں سے چند نمایاں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ذبیحہ :ان مزاروں پر غیر للہ کے ناموں پر یا جانور ذبح کئے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّه لَفِسْقٌ﴾[21] ترجمہ:"اور جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اس میں سے مت کھاؤ، اور ایسا کرنا سخت گناہ ہے"۔ جو ﴿وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِه﴾ اور ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَي النُّصُبِ﴾[22] کی روشنی میں جائز نہیں اور آپ ﷺ نے ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے چنانچہ مزارات پر یا غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کرنے کے متعلق احادیث بنوی ﷺ میں ارشادات: حضرت ابو طفیل عامر بن واثلۃ فرماتے ہیں کہ حضرت علی سے پوچھا گیا کہ آپ کو آنحضرت ﷺ کی جانب سے مخصوص تعلیمات بھی دی ہیں۔ انھوں نے فرمایا(اس بارے میں آپ نے کوئی فرق نہیں کیا) مجھے کوئی ایسی بات نہیں بتائی جو دوسروں کو نہ بتائی ہو بجز ان چند امور کے جو میری اس تلوار کے میان میں لکھے ہیں اس کے بعد انہوں نے ایک تحریر نکالی جن میں یہ احکام درج تھے

''ولعن الله من ذبح بغير الله ولعن الله من اوى محدثا ولعن من غير منار الارض۔''[23]

ترجمہ:" اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے جانور ذبح کرے۔ اللہ تعالیٰ لعنت کرے اس پر جو کسی راستے کے نشانات چرائے۔ اللہ تعالیٰ لعنت کرے اس پر جو اپنے والد پر لعنت کرے اور اللہ لعنت کرے اس پر جو کسی بدعتی کو پناہ دے"۔

ایک دوسری روایت میں نبیشہ ہذلی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رجب کے مہینے میں بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے

آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''اذبحوالله عزوجل فی ای شهر ما کان وبروالله عزوجل واطمعوا۔''[24]
ترجمہ:" تو ایک اللہ تعالیٰ کے واسطے ذبح کیا کرو خواہ کسی مہینے میں ہو اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کیا کرو اور اسی کے نام پر کھایا کھلایا کرو"۔

اس حوالے سے علمائے کرام کے فتاوٰی

مفتی عزیز الرحمن فرماتے ہیں:

جس جانور کو کسی بزرگ کی تعظیم یا قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا جائے۔ اگر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے تب بھی اس کا کھانا حرام ہے۔[25]:اسی کو مولانا رشید احمد گنگوہی نے لیا۔[26]

ولی سے مدد مانگنا:

کسی نیک بندے کو حاجت روا یا مشکل کشا ماننا اللہ کی صفات میں شریک ٹھہرانے کے مترادف ہے جو جائز نہیں ،اس کا رد کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں:﴿ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴾ [27]
ترجمہ:"اور نہ ان کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں"۔
ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ﴾[28]
ترجمہ:"اور اللہ کو چھوڑ کر ان کو تم پکارتے ہو وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی مالک نہیں ہیں۔"۔حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں جب قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:اے قریش ،اے عبد مناف کی اولاد ،اور اے عباس بن عبد المطلب ،میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا اپنے آپ کو خود بچاؤ اور پھر فرمایا ویافاطمة بنت مُحَمَّد، سلینی من مالی ماشئت لااغنی عنک من الله شیئا۔[29]
" اور اے فاطمہ بنت محمد ﷺ! تم مجھ سے میرا مال جس قدر چاہو لے لو مگر میں اللہ کے (عذاب) سے تمہیں بچا نہیں سکتا"۔

علماء کرام کے فتاوٰی

مفتی عزیز الرحمن اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں۔ قبروں، مزاروں پر پھول ڈالنا اس غرض سے کہ صاحب مزار سے مدد اور حاجت مانگی جائے ناجائز، بدعت اور حرام ہے۔[30] اور یہی فتویٰ اشرف علی تھانوی کا بھی ہے[31]

مزارات پر اولیاء کرام سے اولاد مانگنا:

اولاد دینا صرف اللہ کا کام ہے۔اس لیے کسی صاحب مزار سے اولاد مانگنا شرک ہے جو بالکل حرام

ہے۔دُعا قبول کرنے والا اللہ کی ذات ہے اور اُسی سے دُعا مانگنی چاہیے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا﴾[32]

ترجمہ:" اور جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ یا پھر ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے۔اور لڑکیاں بھی دیتا ہے۔اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے"۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ﴾[33]

ترجمہ:"صرف اللہ ہی ہے جو ماؤں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے"۔

علمائے کرام کے فتاوٰی:

مفتی محمود حسن گنگوہی فرماتے ہیں ولی سے رزق اور اولاد مانگنا، ان کے لیے نام نذریں ماننا یہ سب کام شریعت کی رو سے ناجائز ہے جن سے بچنا ضروری ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو شرک کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔[34] یہی فتویٰ علامہ گنگوہی بھی ہیں[35]

مزارات پر نذر ماننا: بعض لوگوں نے تو جہالت کی حد ہی پار کر دی ہے کہ چھوٹی چھوٹی بات پر نذریں مانتے ہیں۔ اس طرح کرنا شریعت میں ممنوع ہے اور اگر کوئی مانتا بھی ہے تو اسے چاہیے کہ اچھی نذر کو پورا کرنا اور ناجائز سے اجتناب کرکے اس کا کفارہ ادا کرے۔نذر کے پورا کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيْرًا﴾[36] ترجمہ:"یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہو گی خوف رکھتے ہیں"۔ایک دوسری جگہ پر اللہ کا ارشاد ہے:﴿وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُه﴾۔[37]

ترجمہ:"اور تم (اللہ کی راہ میں) جو کچھ بھی خرچ کرو یا جو بھی نذر مانو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے"۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ من نذراں یطیع اللہ فلیطعه ومن نذران یعضی اللہ فلا یعصه۔[38]

ترجمہ:" جس نے اللہ کی فرمانبرداری کرنے کی نذریں مانی تو اسے اللہ کی فرمانبرداری کرنی چاہئے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی تو اسے اللہ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے"۔

ابن عمرؓ لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمارہے تھے کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع نہی کیا اور کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا:۔

''ان النذر لایقدم شیاء ولا یوخر وانما یستخرج بالنذر من البخیل''۔[39]

"کہ نذر نہ کسی چیز کو آگے کر سکتی ہے مگر ہاں اس کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہو جاتا ہے"۔

علماء کرام کے فتاوٰی

فتاوٰی رحیمیہ میں مفتی سید عبد الرحیم رائے پوری مزارات پر منتوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

مزار پر ذبح کرنے کی نذر ماننا جائز نہیں اور نافرمانی کے کاموں میں سے ہے۔ اور نافرمانی کی نذر متعین نہیں ہوتی۔ اس لیے اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں۔[40] علامہ گنگوہی فرماتے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو فلاں مزار کے ولی کے نام اتنی رقم دوں گا تو یہ نذر حرام اور ناجائز ہے کیونکہ نذر کرنا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی ہوتی ہے اللہ کے علاوہ کسی کی نذر ماننا حرام ہے۔[41]

سجدہ تعظیمی کرنا: اپنی جبین نیاز کو کسی کے سامنے جھکانا عبادت یا تعظیم کی نیت سے حرام ہے۔ کیونکہ سجدہ ہی اصل عبادت ہے۔ اس لیے جس طرح نماز اللہ کے لیے ہے سجدہ بھی صرف اسی کے لیے ہے۔ غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام و ناجائز اور شرک ہے۔ جسے قرآن کریم میں جابجا منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ﴾[42] ترجمہ: "سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو، جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ صرف اسی کو سجدہ کرو"۔ دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا﴾[43] ترجمہ: "اللہ ہی کو سجدہ کرو اور اُسی کی عبادت کرو"۔ جس کی ممانعت کرتے ہوئے مرض وفات میں آپ ﷺ نے فرمایا: '' لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد''[44] ترجمہ: "اللہ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا"۔

حضرت قیس بن سعد نے جب حیرہ میں دیکھا کہ لوگ مرزبان کو سجدہ کر رہے ہیں تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ تمنی کہ جب اہل حیرہ مرزبان کو سجدہ کر سکتے ہیں تو ہم آپ کو کوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہماری شریعت میں اس کی اجازت نہیں۔ اگر ہوتی :''لامرت النساء ان يسجدن لازواجهن لما اجعل الله لهم عليهن من الحق''۔[45] ترجمہ:" اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں، اس لیے کہ اللہ نے شوہروں کو بیویوں پر بہت حقوق دیئے ہیں"۔

علمائے کرام کے فتاوٰی:

مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں مزارات پر عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا کیا کفر ہے۔ اور تعظیم کی نیت سے کرنا سخت ترین گناہ ہے جو شرک کے قریب ہے۔[46] حکیم الامت اشرف علی تھانوی اسے شرک قرار دیتے ہیں اور ایسے

کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔[47]

تبرکات استعمال کرنا:

لوگ تبرکات کے حصول کے لیے درختوں، پتھروں اور مخصوص قسم کے پانی کے استعمال کو مقدس سمجھتے ہیں منتیں مانتے ہیں اور نیاز چڑھاتے ہیں، ان پر کپڑے آویزاں کرتے ہیں، ان چیزوں کے پاس نماز پڑھتے ہیں یاور قسما قسم بدعات مبتلا ہوتے ہیں جو جاہلیت کے کام ہیں جو شریعت میں جائز نہیں۔ ابو واقد لیثی فرماتے ہیں مسلمان ہونے کے بعد ہم آپ ﷺ کیساتھ غزوہ حنین کے لیے جارہے تھے راستے میں ہم نے دیکھا کہ مشرکین ایک بیری کے درخت جسے "ذات نواط" کہاجاتا تھا کے پاس تعظیماً بیٹھے ہوئے تھے اور اس درخت پر ہتھیار لٹکانے کو برکت کا باعث سمجھتے تھے انہیں دیکھ ہم نے کہا کہ ہمارے لیے بھی ایسی ایک جگہ مقرر کر لیجیے آپ نے انتہائی افسوس سے تکبیر پڑھی اور فرمایا:

''قال انکم قوم تجھلونه لترکبن سنن من کان قبلکم''[48]

"پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم بھی یقیناً پچھلی اُمتوں کے طور طریقوں پر چلوگے"۔

اور حضرت عمر نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یوں مخاطب کیا تھا: انی اعلم انک حجر لاتضر والا تنفع، ولولا انی رایت رسول الله یقبلک ما قبلتک۔[49]

ترجمہ: "میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے جو نفع اور نقصان کا مالک نہیں، اگر میں تجھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں تم کو کبھی نہ چومتا"

محمود حسن گنگوہی ایک سوال کے جواب میں تحریر کرتے ہیں: شفاء کو غیر اللہ کے ساتھ جوڑنا جائز نہیں چاہے وہ کسی ولی کی قبر ہو یا کوئی زندہ ولی ہو[50] مفتی محمودؒ سے جب اس بارے میں استفتاء کیا گیا تو آپ نے فرمایا: صالحین کے آثار سے تبرک جائز ہے۔ لیکن جہاں فتنہ وفساد کا ڈر یا خوف پیدا ہونے کا شک وشبہ ہو۔ اور عوام الناس کے عقیدے کے خراب ہونے کا خوف ہو وہاں پر ایسی خرافات کی گنجائش نہیں۔ حضرت عمر فاروق نے شجرہ مبارک کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مسلمانوں کے لیے فتنے کا باعث بن جائے اس لیے مسلمانوں کو ایسے مقام پر جانا جائز نہیں۔[51]

ولی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنا:

بعض لوگ برکت کی غرض سے اولیاء کو نفع ونقصان کا مالک سمجھتے ہیں ان کے نام کی فاتحہ ونیاز دیتے ہیں۔ اس قسم کی خرافات کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے اس کی شدید ممانعت ذکر کی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ...﴾[52]

ترجمہ: "اور تم اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ کچھ تمہارا بھلا کر سکے اور نہ نقصان "۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴾[53]

ترجمہ: "اللہ کو چھوڑ کر جس کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتا، بلکہ وہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتا"۔

ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا میں میں آپ کو چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں تو ان کی رعایت رکھ اللہ تیری حفاظت کرے گا پھر فرمایا: "جو کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگ۔ اگر مدد طلب کرنی ہو تو اللہ ہی سے مدد طلب کر اور جان لے کہ اگر ساری مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہے تو یہ تجھے اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں۔ جتنا اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر سب مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جتنا کہ اللہ نے لکھ دیا ہے قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہو گئیں۔[54]

حضرت انس فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہر چیز اللہ سے مانگنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا :''حتی یسال شسع نعله اذا انقطع''۔[55] ترجمہ: یہاں تک کہ جوتیوں کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگے۔

علماء کے فتاوٰی:

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: انبیاء اور اولیاء کو ہر کام کے نفع و نقصان کا مالک جاننے والا کافر ہے۔[56] حکیم الامت فرماتے ہیں: صاحب مزار کے متعلق بعض لوگوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ منہ موڑ سکتا ہے ان کو مشیت خداوندی کی ضرورت نہیں۔ یہ کفر اور شرک ہے۔[57]

خلاصہ بحث:

اولیاء کرام اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ جنہوں نے شریعت کو اوڑھنا بچھونا بنایا ہوتا ہے اور اس کی خلاف ورزی ان کو ناگوار گزرتی ہے اور وہ لوگوں کو اس سے منع کرتے ہیں۔ اس مرتبے کے حصول کے لیے انہوں نے دور دراز کے سفر کیے ہوتے ہیں برصغیر پاک وہند میں دین کی اشاعت انہی کے مرہون منت ہے۔ لیکن بعد میں آنے والوں نے ان کی طرف ایسی بے سروپا چیزوں کو منسوب کیا ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں جس کی وجہ سے آئے روز تصوّف کی حقیقت مسخ ہوتی جارہی ہے اور بدعات روز بروز ترویج پاتی جارہی ہیں ان میں سے بعض گمراہی اور بعض کفر ہیں جس سے بچنا اور بچانا ضروری ہے۔ اس لیے امت مسلمہ کو زندگی کے تمام مسائل کے حل کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرنے اور سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہر حالت میں اللہ کی مدد و نصرت ان کے ساتھ شامل حال رہے۔ عوام کو شرکیہ کاموں سے

روکنے کے لیے سمجھانے کے ساتھ ساتھ ٹھوس اقدات کی ضرورت ہے۔

References

[1] Muḥammad amīr shah qadrī, tazkira Ūllamā o Mashāikh,Vol 2,pg 56
[2] Muḥammad shafi sabir,shakhsiyāt –e- sarḥad,pg:63
[3] Muḥammād amīr shah qadrī, tazkira Ūllamā o mashaikh,Vol 2,pg57
[4] Muḥammād shafī Ṣabir, shakhsiyāt e sarḥad,pg:64
[5] Muḥammād Amīr shāh Qadrī, Tazkira Ūllamā o Mashaikh,vol2,pg57
[6] Muḥammād shafī Ṣabir, shakhsiyāt e sarhad,pg:63
[7] Muḥammād Amīr shāh Qadrī, Tazkira Ūllamā o Mashaikh,vol 2,pg57
[8] Abdul waḥīd khān,Tarīkh –e- Afkār –o- siyāsiyāt Islāmī,pg 401-402,Naimat ullah road naimat ullah house lakhnaw
[9] Al-Ḥashar 59:7
[10] Al-Aḥzāb33:21
[11] Umeh Abd-e-Munīb,Bidat kyā hai,pg19,Mashrabah Ilm-o-Ḥikmat Nadīm town post Awān Town Lahore,shaban1428
[12] Momin khān Ūsmani,Bidat aur bidati,pg:125,darukitab ghazni street urdu bazar Lahore july2010
[13] Ahmad Bin Ḥajar,Bidāt Aur un kā Sharia Postmartam,pg:41,Dār al kitāb Al-Salfiya shīsh Maḥal Road Lahore
[14] Ūmeh Abd-e- Munīb,Bidat kyā hai,pg:19
[15] Momin khān Usman,bidat aur bidati,pg:132
[16] Umeh abd-e-Muneeb,bidat kyā hai,pg:19
[17] Al-Baqara2:170
[18] Momin khān Usmān,bidat or bidatī,pg:132
[19] Ibid pg:132
[20] Alqurān,Al-Baqara2:170
[21] Abuabdullah ibn -al- Qaiyam al juziya,Aghasa Alfahan min masaid alshaitan,vol:1,pg:68 darul marfata,bairot
[22] Ibn al- Qayyam al- joziya,Qabar parasti k farogh k liye shaitān ki hosh ruba tadbirin,pg:49
[23] Khurshīd Ahmad,Islamī Nazariya Hayāt,vol:3,pg:8-9,Shuba tasnīf –wa- talīf –wa-tarjuma,Karachi University
[24] Al-Māida5:48
[25] Al-Anā´m6:121
[26] Al-Māida5:3
[27] Al-muslim,abul Ḥasan muslim bin Ḥujāj,sahih Muslim,darul ahyaa alkitab al-Arabiya qāhira,1954,vol6,hadees5239

[28] Abu abdur rehman,almujtabi Minalsunan Alnisai,maktab al matbuat alislamia,halb,1986

[29] Aziz ur rehman,fatwa darululom deoband,vol:1,pg:668,Dār al Ishā´t Urdu Bāzār M.A Jinnah Road,2001

[30] Rashīd Aḥmad Ghagohī,Fatāwā Rashīdia,pg:547,Dar al Ishā´t,Urdu Bāzār M.A Jinnah Road karachi

[31]Al-Ārāf 7:191-192

[32] Fātīr 35:13-14

[33] Al-Bukhārī,Muhammad Bin Ismā´il,Abu Abdullah,Al- jāmi´ al- Sahīh Bukhārī,Dār al- Shub al- Qāhira,1987,vol4,Ḥadees2753

[34] Ibid,vol4,pg:169,Ḥades:3350

[35] Aziz al- Reḥmān Usmānī,Fatāwā Dār al- Uloom Deoband,vol:14,pg:268

[36] Al-Shurā42:50

[37] Al-Imrān3:6

[38] Meḥmood Ḥasan Ghangohī, Fatāwā Mehmoodia,Dār al- iftā jāmia Fārūqia Karachi,vol:3,pg:228

[39] Rashīd Aḥmad Ghagohī,fatawa Rashīdia,pg:142

[40] Al-Insān76:7

[41] Al-Baqara2:270

[42] Altarmezi,Muḥammad bin Eīsā Abu Eīsā,al- jāmi´ al- Sāhih Sunan Tirmizī,darulahya alturasa al Arabia bairot,vol:4,pg:104,hades:1526

[43] Al-jāmia al-saḥīḥ Bukhārī,vol:8,pg:176,Ḥadīs:6692

[44] Abd -al- Rahīm lājpūrī, Fatāwā Raḥemia,Dar -al-ishā´t urdu Bāzār,M.A Jinnāḥ Road Karachi Pakistan,2009,vol:9,pg:34

[45] Rashīd Aḥmad Ghagohī, Fatāwā Rashīdia,pg:548

[46] Fuṣṣilt 41:37

[47] Al-Najam53:62

[48] Al-jāmi´ -al-Saḥiḥ Bukhārī,vol:2,pg:128,Ḥadīs:1390

[49] Ibid,vol:2,pg:209,Ḥadīs:2142

[50] Muhammad shafi,imdād -al-Muftīn,publish karachi,May 2001,vol:2,pg:154

[51] Ashraf Alī thānvī, Imād-al- Fatāwā,Maktaba Dar –al-Uloom Karachi,july2010,vol:5,pg:263

[52] Al-Shurā 26:80

[53] Al-Naḥal 16:6

[54] Al- jāmi´ -al- Saḥīḥ Sunan tīrmizī,,vol:4,pg:475,Ḥadīs:2180

[55] Al- jāmi´ - al-saḥīḥ bukhārī,vol:2,pg:183, Ḥadīs:1597

[56] Rasīd Aḥmad,Aḥsān –al- Fatāwā,M.H,Saeed company Adab Manzil Pakistan chowk Karachi,2014,vol:8,pg:123

[57] Ashraf Alī thānvī,Aghlāt –al- Awām,pg:24,Idāra –al- Ma´rifa Karachi,dec2003